فتاوی عزیزی کامل

حضرت مولانا
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی
www.ahlehaq.org

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

مبوّب بطرزِ جدید

فتاویٰ عزیزی کامل

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

باہتمام

حاجی محمد زکی عفی عنہ

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل
پاکستان چوک کراچی

نام کتاب ——— فتاویٰ عزیزی

جلد ———

ناشر ——— ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ضخامت ——— ۶۳۲ صفحات

کتابت ——— حافظ گلزار احمد

تعداد ——— ایک ہزار

پریس ——— ایجوکیشنل پریس کراچی

سن طبع ——— سنہ ۱۳۸۷ھ

طبع جدید ——— ۱۴۰۸ھ

ملنے کا پتہ

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک کراچی

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

کی مشابہت پائی جائے ۔ تو اس کے بارے میں حکم اس کی صورت کی بنا پر ہوگا ۔ اگر اس میں مشابہت حلال جانور کی زیادہ ہو تو وہ جانور حلال ہوگا ۔ اور اگر اس میں مشابہت حرام جانور کی زیادہ پائی جاتی ہو تو وہ جانور حرام ہوگا ۔ چنانچہ اگر بچہ میں کتے اور بکری دونوں کی مشابہت پائی جائے تو اس کے بارے میں بھی یہی حکم ہے تو جب اس جانور میں یعنی کرگدن میں خنزیر اور ہاتھی کی مشابہت پائی جاتی ہے تو اولیٰ اور انسب اس کی حرمت کا حکم ہے اور اصول فقہ سے ثابت ہے کہ جب حلال و حرام دونوں کی وجہ کسی چیز میں پائی جائے تو اس کی حرمت کا حکم دیا جائیگا ۔

فقیر اللہ تعالےٰ کی توفیق سے کہتا ہے کہ فتاویٰ رحمانی میں لکھا ہے کہ ہاتھی اور کرگدن کے بارے میں امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما کے نزدیک حلال ہونے کا حکم ہے اور امام محمد رح کے نزدیک یہ دونوں حرام ہیں اور مسئلہ ذخیرہ سے نقل کیا ہے اور دونوں جانب پر دلیل قائم کی ہے ۔ لیکن یہ حکم ہدایہ کے خلاف ہے اس واسطے کہ ہدایہ میں باب بیع فاسد میں لکھا ہے کہ امام محمد رح ہاتھی کو نجس العین کہتے ہیں اور ان کے نزدیک ہاتھی کی بیع جائز نہیں ۔ اور ایسا ہی کرگدن بھی ہے اور امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما کہتے ہیں کہ ہاتھی درندہ جانوروں سے ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھی اور کرگدن دونوں حرام ہیں کھانا نہیں چاہیئے ۔ اگرچہ اس کی بیع دونوں امام کے نزدیک جائز ہے تو جو کوئی شخص اس کے کھانے کا حکم دیتا ہے ۔ غلط ہے ۔ فافہم واللہ تعالےٰ اعلم

سوال : سرخ یا معصفر رنگ کا کپڑا پہننے کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

جواب : اس مضمون میں کہ سرخ کپڑا پہننے کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے ۔ دراصل علماء روم سے ایک عالم نے رسالہ تصنیف کیا تھا ۔ اور حضرت شیخ ابو طاہر کردی نے ہمارے حضرت ولی نعمت کو فرمایا کہ آپ وہ رسالہ مطالعہ کریں اور اس پر کچھ لکھیں تو انہوں نے بعد مطالعہ بطور حاشیہ اس پر کچھ لکھا ۔ وہی حاشیہ ان کی تالیفات کی فہرست میں مندرج ہے اور اس بارے میں قولِ مختار یہ ہے کہ ہر طرح کا سرخ رنگ کا کپڑا حرام نہیں بلکہ صرف معصفر حرام ہے یعنی باعتبار رنگ صرف وہ کپڑا حرام ہے جو کسم کے پھول سے رنگا ہوا ہو ۔ اور اس کے بھی حرام ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا رنگ گلابی رنگ ہوگیا ہو ۔ یا گلابی رنگ سے بھی اس کی سرخی زیادہ ہو یا نہایت سرخ ہوگیا ہو تو وہ حرام ہے ۔ اور اگر گلابی رنگ سے اس کی سرخی کم ہو مثلاً شجرفی اور پیازی وغیرہ ہو تو مباح ہے ۔

اور بانات سرخ کہ عرب ان کو جوخ احمر کہتے ہیں بالاجماع جائز ہے اور ایسا ہی کھاروا بھی جائز ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معصفر کی حرمت کا دارومدار شوخی رنگ پر ہے صرف سرخی پر نہیں ۔

سوال : افیون کے بارے میں کیا حکم ہے کیا اس کا استعمال حرام ہے ؟

جواب : افیون کا استعمال کرنا حرام ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ افیون زہر ہے ۔ ظاہر طور پر اس سے بدن کو ضرر پہنچتا ہے چنانچہ اس کی تصریح طب میں مذکور ہے اور یہ وجہ ہے کہ مفتر اور مخدر ہے اور روایت کی ہے احمد نے اپنے مسند میں اور ابو داؤد نے سنن ابی داؤد میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا انہوں نے : ۔

www.ahlehaq.org

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر۔ ترجمہ: یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسکر اور مفتر سے ۔

اور قسطلانی نے مواہب میں لکھا ہے:۔

قال العلماء المفتر کل مایورث الفتور والخدر فی الاطراف۔ ترجمہ: علماء کرام نے کہا ہے کہ مفتر ہر وہ چیز ہے کہ اس سے فتور اور خدر اطراف میں پیدا ہو ۔

یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے حشیش یعنی تمباکو وغیرہ مخدرات کے حرام ہونے کے لئے اس واسطے کہ یہ اشیاء اگرچہ مسکر نہیں۔ لیکن مفتر اور مخدر ضرور ہیں اور اسی وجہ سے جو لوگ یہ اشیاء استعمال کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو نیند زیادہ آتی ہے اور سر میں گرانی معلوم ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ اس کے ابخرہ دماغ پر پہنچتے ہیں

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اس قدر کم تمباکو استعمال کرنا کہ اس سے فتور اور خدر نہ ہو۔ حرام ہے یا نہیں۔ امام نووی رح نے شرح مہذّب میں لکھا ہے کہ کم تمباکو کھانا حرام نہیں۔ بخلاف شراب کے کہ شراب کم بھی پینا حرام ہے۔ فرق ان دونوں چیزوں کے حکم میں اس وجہ سے ہے کہ تمباکو طاہر ہے اور شراب نجس ہے تو نجاست کی وجہ سے کم شراب پینا بھی جائز نہیں اور زرکشی نے اس مسئلہ کی یہ تحقیق بیان کی ہے کہ حدیث سے صحیح طور پر یہ ثابت ہے کہ

ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ ترجمہ: یعنی جو چیز ایسی ہو کہ زیادہ استعمال کرنے سے نشہ لاتی ہو تو وہ چیز کم استعمال کرنا بھی حرام ہے ۔

امام نووی کا جو یہ قول ہے کہ تمباکو طاہر ہے۔ نجس نہیں تو یہ تحقیق ابن دقیق العید کی ہے اور انہوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ افیون جو کہ خشخاش کا دودھ ہے اس کا اثر تمباکو سے زیادہ ہوتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب اس کی حرمت کی علت تخدیر اور تفتیر ہے یا سمیت ہے تو ارجح قول یہ ہے کہ وہ اس قدر نہایت قلیل استعمال کرنا جس سے یہ آثار پیدا نہ ہوں حرام نہیں۔ واللہ اعلم

سوال: فیما بین حکماء لکھنؤ قانون کی ایک عبارت کے معنی کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ اور حضور تک نوبت پہنچی۔ اس کی تصحیح کے لئے سب حکماء لکھنؤ نے جناب مولانا شاہ عبدالعزیز شاہ صاحب کے حضور میں رجوع کیا تو جناب مولانا صاحب ممدوح نے اس عبارت کے جو معنی ارشاد فرمائے وہ لکھے گئے اور وہ عبارت کتاب قانون کی یہ ہے:۔

اما الھلیلج الاصفر قد یستعملہ قوم ما وجد عنہ مذھب فعل فانہ یخش الامعاء ویقبض المسامات وان کان لابد فبعد النضج التام: انتھیٰ

ترجمہ: یعنی ہلیلہ زرد کہ اسکو بھی اطباء کی قوم استعمال کرتی ہے تو جب تک اس سے پرہیز کرنے میں چارہ ہو۔ چاہیئے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔ اس واسطے کہ وہ امعاء میں خشونت پیدا کرتا ہے اور مسامات کو قبض کرتا ہے۔ اور اگر اس کے استعمال سے چارہ نہ ہو تو چاہیئے کہ بعد نضج تام کے استعمال

www.ahlehaq.org

کیا جائے۔

یہ مضمون قانون کی عبارت مذکورہ کا ہے اور اس عبارت کی تحقیق یہ ہے۔ کہ ما کا لفظ اس جگہ کس معنی میں مستعمل ہے۔ ما موصولہ ہے یا ما نافیہ ہے یا اور کوئی دوسری قسم کا ہے اور مذہب فعل ترکیب اضافی ہے یا ترکیب توصیفی ہے۔

جواب : (از جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

اما الهليلج الاصفر الخ۔ حمیات قانون کے صحیح نسخہ میں حرف واؤ قبل کلمہ ما واقع ہے اور اس عبارت کی ترکیب یہ ہے کہ ما ظرفیہ ہے اور اس میں شرط کے معنے پائے جاتے ہیں اور فضلاء کے عرف میں اس ما کو ما دامیہ کہتے ہیں اور وجد مجہول کا صیغہ ہے اور عنہ کی ضمیر ہلیلہ اصفر کی طرف ہے۔ اور مذھبٌ مرفوع منون ہے اس بناء پر کہ مفعول مالم یسم فاعلہٗ وُجِدَ کا ہے اور فعل مجہول کا صیغہ ہے اور جزا اس شرط کی ہے جو کہ کلمہ ما سے مفہوم ہوتی ہے۔ اور اس عبارت کے معنی یہ ہیں کہ جب تک پائی جائے اس ہلیلہ زرد سے جگہ گریز کی۔ تو چاہیئے کہ اس سے گریز کیا جائے۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ حتی المقدور ہلیلہ زرد استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ اس واسطے کہ وہ امعاء میں خشونت پیدا کرتا ہے اور مسامات کو قبض کرتا ہے۔ یہ مضمون اس عبارت کا ہے۔ اور دوسرے اطباء نے بھی قبل دو ہفتہ کے یعنی قبل چودھویں دن کے صاحب حمی کو ہلیلہ جات سے منع کیا ہے اور شیخ کی عبارت جو اس عبارت کے سیاق میں ہے۔ صریح دلیل اس معنی پر ہے کہ اس شق کے عدیل یعنی مقابل میں شیخ نے کہا ہے:۔

وان كان لابد فبعد النضج التام

حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ اگر ہلیلہ زرد کے استعمال سے چارہ ہو تو فبہا اور اگر اس کے استعمال سے چارہ نہ ہو بلکہ اس کا استعمال کرنا ضروری ہو تو اس کا استعمال بعد نضج تام کے ہونا چاہیئے تاکہ مادہ کا قوام معتدل ہو جائے تاکہ امعاء میں خشونت پیدا کرنے میں زیادہ ضرر نہ پہنچائے اور نضج کی وجہ سے مسامات میں انفتاح ہو جائے تاکہ مسامات کو زیادہ قبض نہ کرے اور لفظ مذہب کا عرف میں فقہاء اور متکلمین کے خاص طور پر اس طریقہ کو کہتے ہیں کہ اعتقاد اور عمل کے بارے میں مختار ہو تو یہ اس کے منافی نہیں کہ یہ لفظ دوسرے مقام میں باعتبار اپنے معنی لغوی کے استعمال کیا جائے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں مذہب کا لفظ جائے ضرور کے معنی میں وارد ہے اور وہ حدیث یہ ہے:۔

كان اذا ذهب المذهب ابعد وتحرى۔ ترجمہ: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جائے ضرور کے ارادہ سے جاتے تھے۔ تو دُور چلے جاتے تھے۔ اور مناسب جگہ تلاش فرماتے تھے۔"

کسی شاعر نے کہا ہے:۔

على وجفت العيس في غسق الدجى
تبغي من ليس لي عنه مذهب

www.ahlehaq.org

یعنی قریب ہے کہ جائے گی ناقہ سفید سرخی مائل شروع رات کی تاریکی میں پہونچے گی تو اس کے پاس کہ مجھ کو اس سے پناہ کی جگہ نہیں "

اور زمانہ حال کی کتب درسیہ میں لا یذہب علیک بجائے لا یخفی علیک کے کثیر الوقوع ہے۔ غرضیکہ مذہب کا لفظ مفر اور جائے گریز کے معنی میں اکثر مقامات میں استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ کلمہ ما نافیہ ہے۔ تو اس صورت میں چند وجوہ سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے کہ اس تقدیر پر وُجد معروف کا صیغہ کہا جائے گا یا مجہول کا صیغہ قرار دیا جائے گا، اور جب کہا جائے کہ وُجد مجہول کا صیغہ ہے تو عنہ کی ضمیر قوم کی طرف راجع کی جائے گی یا کہا جائیگا کہ ہلیلج کی طرف راجع ہے۔ اور لفظ فعل کہ مذہب فعل میں واقع ہے۔ مصدر ہے یا ماضی معروف یا ماضی مجہول ہے۔ اور اگر یہ لفظ فعل کا مصدر ہے تو مذہب کا مضاف الیہ ہے یا اس کی صفت ہے۔ غرضیکہ کسی تقدیر پر معنی صحیح نہیں ہوتے ہیں۔ اس واسطے کہ اگر یہ کہیں کہ وجد مجہول کا صیغہ ہے تو معنی یہ ہوں گے۔ کہ پایا نہ گیا ہے اس قوم سے مذہب کرنے کا۔

حالانکہ اس کے قبل ذکر کیا گیا ہے کہ قد مستعمل قوم اور اگر وجد معروف کا صیغہ ہو اور اس تقدیر پر ضرور ہے کہ عنہ کی ضمیر ہلیلج اصغر کی طرف راجع ہوگی۔ اور وجد کی ضمیر قوم کی طرف راجع ہوگی۔ یعنی نہ پایا اس قوم نے ہلیلہ زرد سے مذہب اس کام کا کہ وہ اس مذہب سے ہو کہ کیا گیا ہے۔ یا وہ مذہب کہ کیا ہے۔

حاصل کلام عاقل ذکی پر مخفی نہیں کہ لفظ ما کو نافیہ کہنا درست نہیں ہوتا۔ اور یہ جو اس کی علت بیان کیگئی ہے۔ فانہ یخش تو اس علت کو منجملہ ان احتمالات کے کسی احتمال کے ساتھ ربط نہیں ہوتا ہے۔ ایسا ہی مفرد کی ضمیر قوم کی طرف راجع کرنا اگرچہ باعتبار مفرد ہونے لفظ قوم کے علماء نے جائز رکھا ہے لیکن یہ مستعمل نہیں۔ اگر لفظ ما کو موصول کہیں تو اس میں بھی یہی قباحتیں لازم آتی ہیں۔ اس واسطے کہ اس تقدیر پہ وجد میں کافی احتمالات ہوتے ہیں کہ مجہول کا صیغہ ہے یا معروف کا صیغہ ہے۔ اور عنہ کی ضمیر قوم کی طرف راجع ہے یا ہلیلج کی طرف راجع ہے اور لفظ فعل کا ماضی معروف ہے یا ماضی مجہول ہے۔ اور مذہب کا لفظ اس کی طرف مضاف ہے یا اس کا موصوف ہے۔

غرضیکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی تقدیر قابل التفات نہیں۔ اور یہ بھی قباحت ہے کہ اگر لفظ ما کا موصول ہو۔ اور وجد مجہول کا صیغہ ہو اور عنہ کی ضمیر قوم کی طرف راجع ہو تو حرف من جو کہ بیانیہ ہے۔ مذہب کے لفظ کے قبل ضرور چاہیئے۔ اور یہ بھی قباحت ہے کہ اس تقدیر پر کہ لفظ فعل کا مصدر ہو خواہ مضاف الیہ ہو خواہ صفت ہو اس ما موصولہ کی اس عبارت میں خبر کچھ نہیں۔ اور اگر یہ کہیں کہ مذہب خبر ہے تو لفظ ما وجد عنہ ناتمام رہ جائے گا اور ما استفہامیہ کو بھی اسی طور پر قیاس کرنا چاہیئے۔ اور ہر تقدیر پر یہ جو علت ہے۔ فانہ یخش الامعاء اس کو ربط نہیں ہوتا ہے۔ اور ان امور کی بناء پر انسب اور ارجح یہی ہے کہ کہا جائے کہ کلمہ ما، کا ظرفیہ شرطیہ ہے۔

سوال: خمر کی تعریف کیا ہے؟

www.ahlehaq.org

جواب : امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک خمر کی طرف یہ ہے :-

ھوالذی من ماء العنب اذا اشتدّ وغلا وقذف بالزبد ترجمہ : یعنی خمر وہ ہے کہ انگور کا پانی ہو اور وہ گاڑھا ہو جائے اور جوش مارے اور اسمیں کف آ جائے "

جب اسکو خفیف جوش دیتے ہیں۔ تو اس کو عربی میں باذق اور فارسی میں بادہ کہتے ہیں اور وہ بھی بالاجماع حرام ہے اس واسطے کہ خفیف جوش دینے سے اس کی حقیقت منقلب نہیں ہو جاتی اور اس کی خاصیت کہ بسبب رقت قوام اور سرعت نفوذ اس میں ہے۔ وہ متغیر نہیں ہوتی۔ اور جب اس کو اس قدر جوش دیں کہ اس کا ایک ثلث کم ہو جائے تو اس کو مثلث کہتے ہیں اور وہ اصول حنفیہ کے موافق حلال ہے، اس واسطے کہ اس کا قوام متغیر ہو جاتا ہے۔ پہلے پتلا قوام رہتا ہے اور اب اس کا قوام گاڑھا ہو جاتا ہے اور اس درجہ سے وہ خمر کی حد سے نکل جاتا ہے اور باقی اشربہ مسکرہ کے مانند ہو جاتا ہے کہ وہ اس قدر پینا حرام ہے کہ اس سے نشہ ہو جانے کا احتمال ہو۔ اور حد اسکار سے کم مباح ہے۔ دیگر علماءِ اہل سنت کے نزدیک وہ بھی حرام ہے۔

لان ما اسکر کثیرہٗ فقلیلہٗ حرام۔ ترجمہ : یعنی جو چیز ایسی ہو کہ وہ زیادہ کھانے سے یا پینے سے نشہ لے آتی ہو تو وہ کم بھی کھانا پینا حرام ہے "

اور اگر اس کو اس قدر پکائیں کہ وہ آدھا رہ جائے تو اس کو منصف کہتے ہیں اور جمہوری بھی کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ اس کو جمہور حلال جانتے ہیں۔ اگر اسکو اس قدر پکائیں کہ اس کا صرف ایک تہائی باقی رہ جائے۔ تو اس کو طلا کہتے ہیں، یہی طلا تھا کہ اس کو خلیفہ ثانی نے بمشورہ صحابہ کے اہلِ شام کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ کہ وہ لوگ شراب پینے کے خوگر تھے۔ اسلام کے بعد اس کو ترک کیا۔

وہ لوگ جب مرض میں مبتلا ہوئے۔ اور خلیفہ ثانی کے حضور میں اس امر کی شکایت کی۔ تو خلیفہ ثانی نے بمشورہ اور صحابہ کے ان کے لئے تجویز فرمایا۔ جو تعریف طلا کی ہے وہی تعریف مثلث کی شرح وقایہ میں لکھی ہے اور اس کو بھی مختلف فیہ لکھا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پکانے سے جب اس کا دو تہائی کم ہو جائے اور صرف ایک تہائی باقی رہ جائے تو اس میں پانی ملا دیں اور اس کو رکھ چھوڑیں، تاکہ اس میں اشتداد اور غلیان آ جائے۔ جمہور کے نزدیک یہ حرام ہے۔ اس وجہ سے کہ اس میں اسکار ہوتا ہے یعنی وہ نشہ لے آتا ہے اور ایسی چیز کے حرام ہونے میں قلیل و کثیر برابر ہے۔ یعنی ایسی چیز قلیل ہو تب بھی حرام ہے۔ اور کثیر ہو تب بھی حرام ہے۔

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کے حلال ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حدِ خمر سے وہ نکل جاتا ہے۔ فقہاءِ حنفیہ حقیقی خمر کے سوا اور دوسرے اشربہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اس قدر پینا حرام ہے کہ اسمیں نشہ کا احتمال ہو۔ تو یہ حدیث مشہور کے خلاف ہے کہ منجملہ ان احادیث کے بعض حدیث سے ثابت ہے کہ :-

ما اسکر کثیرہٗ فقلیلہ حرام

یعنی جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لے آتی ہو وہ چیز کم بھی حرام ہے اور بعض حدیث سے ثابت ہے کہ ما اسکر الجرۃ

www.ahlehaq.org

بحر عتہ، حرام یعنی جو چیز ایک گھڑا پینے سے نشہ لے آتی ہے وہ ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔ بعض حدیث شریف سے ثابت ہے کہ:۔

ما اسکر منه الفرق فملأ الكف منه حرام" ترجمہ: یعنی جو چیز ایک فرق ہونے سے نشہ لے آتی ہے تو وہ بمقدار ہتھیلی میں آجانے کے بھی حرام ہے"

تو اس بارے میں ان فقہاء کو دقت ہے اور ان کو توجیہات ضعیفہ کی ضرورت ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ تحریم فی الواقع تحریم حقیقت نہیں بلکہ سد ذریعہ کے لئے ہے۔ تاکہ قلیل سے کثیر کی عادت نہ ہو جائے چنانچہ بوسہ لینا جوان روزہ دار کے لئے منع ہے اور اجنبیہ عورت کے منہ کی طرف نظر کرنا منع ہے۔ اس واسطے کہ اس میں فساد کا خوف ہے۔ ورنہ فی الواقع حرمت کی علت اسکار ہے اور نجاست کے بارے میں تو اس امر میں وہ قلیل ہو یا کثیر دونوں برابر ہیں۔ یعنی دونوں صورت میں وہ نجس ہے۔

یہ بیان امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کا ہے اور ہمارے نزدیک حق اس مسئلہ میں یہ ہے جو جمہور کے نزدیک ثابت ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

سوال: بالفرض اگر ثابت ہے

کل دخان حرام" ترجمہ: یعنی ہر طرح کا دھواں حرام ہے

تو حقہ کے بارے میں کیا حکم ہے حلال ہے یا حرام ہے اور یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں یا نہیں۔ ایک حدیث یہ ہے۔

من اکل البنج لقمة فكانما زنیٰ بامه سبعين مرة ومن زنیٰ بامه مرة فكانما هدم الكعبة سبعين مرة۔ ترجمہ: جس نے بنج یعنی اجوائن خراسانی ایک لقمہ بھی کھایا تو اس نے گویا اپنی ماں کے ساتھ ستر مرتبہ زنا کیا۔ اور جس نے اپنی ماں کے ساتھ ایک مرتبہ زنا کیا تو گویا اس نے ستر مرتبہ کعبہ کو منہدم کیا"

اور دوسری حدیث یہ ہے:۔

من اکل البنج ومات علیٰ هذا حشره الله عزوجل فی القيامة مكتوبا بين عينيه هذا آیس من رحمة الله عزوجل۔ ترجمہ: جس نے بنج یعنی اجوائن خراسانی کھائی اور اسی عمل پر وہ مرگیا تو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کو اس طرح اٹھائے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ ناامید ہوا اللہ تعالےٰ کی رحمت سے"

یعنی یہ دونوں حدیث صحیح ہیں یا نہیں۔ اور علاؤ الدین محمد ابراہیم تبریزی نے جو کہ امامیہ سے ہے تنبیہ الغافلین میں اس کی تحقیق کی ہے اور کہا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔

جواب: کل دخان حرام حدیث نہیں ہے۔ حقہ کی حلت و حرمت میں اختلاف ہے زیادہ صحیح

www.ahlehaq.org